RAHAT-UL-QULOOB

Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.rahatulquloob.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

علم التجوید اور علم القراءت کے تدوینی مراحل کا تحقیقی و تاریخی جائزہ

Research & historical Analysis on Compilation Process of Ilm ul Tajweed & Ilm ul Qiraat

AUTHORS

1. Noor ul Islam, Ph.D Scholar, Faculty of Islamic Studies, Department of Quraan wa Sunnah, Federal Urdu University of Arts, Science and Technology, Karachi. Email: noorulislam9211@gmail.com
2. Dr. Hafiz Muhammad Sani, Incharge Department of Quraan wa Sunnah, Faculty of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts, Science and Technology, Karachi. Email: drsanifuaast@gmail.com

How to Cite: Noor ul Islam, and Dr. Hafiz Muhammad Sani. 2022. "URDU: علم التجوید اور علم القراءت کے تدوینی مراحل کا تحقیقی و تاریخی جائزہ: Reasearch & Historical Analysis on Compilation Process of Ilm Ul Tajweed & Ilm Ul Qiraat". *Rahat-Ul-Quloob* 6 (1), 29-42. https://doi.org/10.51411/rahat.6.1.2022/362.

URL: http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/362

Vol. 6, No.1 || Jan–Jun 2022 || URDU-Page. 29-42

Published online: 01-01-2022

QR. Code

علم التجوید اور علم القراءت کے تدوینی مراحل کا تحقیقی و تاریخی جائزہ

Research & historical Analysis on Compilation Process of Ilm ul Tajweed & Ilm ul Qiraat

[1]نورالاسلام، [2]حافظ محمد ثانی

ABSTRACT

The Holy Qur'an which is the basic source and main principle in Islamic law. It was revealed to the Holy Prophet (sws) in Arabic for the guidance mankind. Since this is the last divine revelation, Allah Almighty has taken care of it till the Day of Resurrection and in order to keep it safe from change, He has set up different sections and groups of the Ummah to serve in different aspects and fields of the Qur'an. Among them is a group of scholars and reciters who have preserved and recorded the teachings of the Holy Prophet (sws) with all the details regarding the beauty of pronunciation, recitation and tone of the Qur'an.One of the many features of the Qur'an is that it was revealed to the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him) with more than one recitation, and it is common in the ummah to recite Qur'an with all these recitations. It is necessary to believe in all of them and the denial of these letters and recitations is also a kind of disbelief and the denial of the Qur'an itself. The Holy Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him) taught the Sahaabah to recite the Qur'aan in different recitations during his lifetime, then the Sahaabah and later the Imams of Qur'an and Sunnah passed on these recitations to Ummah. Like the Imams of Hadith and Fiqh, there is a long list of Imams of Tajweed and Qiraat. This article has been written using the modern research style on the science of Tajweed, the science of Recitation (Qiraat) and a brief description about the founders of these sciences who offered their services to compile and organize these valuable sciences.

Keywords: Qur'an, Tajweed, Recitation, Qiraat, Sunnah, Letters

تجوید کے لغوی معنی ہیں کسی کا کام سنوارنا، عمدہ کرنا، اچھا کرنا۔ اہل علم کی اصطلاح میں تجوید کہتے ہیں "ہر حرف کو اپنے مخرج سے مع جمیع صفات لازمہ وعارضہ کے ادا کرنا۔ امام جزری مقدمۃ الجزری میں تجوید کی تعریف اِن الفاظ میں کرتے ہیں۔

وھو إعطاء الحروف حقّھا من صفة لھا ومستحقّھا[1]

ترجمہ: تجوید کہتے ہیں حروف کو اُن کا حق یعنی ان کی صفات لازمہ اور ان صفات کے مقتضیات کا دینا۔

تجوید کی اہمیت اور ضرورت:

علوم قرآنیہ میں علم التجوید سب سے مقدم اور سب سے اشرف علم ہے۔ یہ علم دیگر علوم سے بالکل الگ اور ممتاز ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ اس علم کا تعلق بلاواسطہ قرآن مجید کے کلمات اور حروف کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ نے حفاظت قرآن کی جو ذمہ داری لی ہے اِس میں

کلمات قرآنیہ کی ادائیگی کی حفاظت بھی شامل ہے، اسی لئے حروف کی صحیح ادائیگی فرض قرار دی گئی ہے اور اِس میں غفلت کرنے والوں کو گناہ گار تسلیم کیا گیا۔ جیسا کہ علامہ جزری فرماتے ہیں۔

وَ الْأَخْذُ بِالتَّجْوِيدِ حتمٌ لازِمُ　　من لم يجوّد القرآن اثمُ

لأنَّهُ بِهِ الإِلٰه أَنزلاَ　　هكذا مِنهُ إِلينا وَصلاَ[2]

یعنی علم التجوید کا حاصل کرنا واجب ولازم ہے۔ جو قرآن کو تجوید سے نہ پڑھے وہ گناہ گار ہے۔ اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کو تجوید کے ساتھ نازل کیا اور تجوید کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ سے ہم تک پہنچا ہے۔

احکام الٰہیہ میں سے ایک بنیادی اور ابتدائی حکم اِسی علم (علم التجوید) سے تعلق رکھتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا[3]، لفظ ترتیل سے مراد تجوید ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس لفظ کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا: الترتيل هو تجويد الحروف ومعرفة الوقوف۔ یعنی ترتیل کا مطلب ہے حروف قرآنیہ کو تجوید سے ادا کرنا اور وقوف کو پہچاننا۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے: وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا[4] اور ہم نے قرآن کے جدا جدا حصے بنائے تاکہ تم اس سے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کے سامنے پڑھو اور ہم نے اس سے تھوڑا تھوڑا کر کے اُتارا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے:

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۔ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۔ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۔ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۔[5]

ترجمہ: اے رسول کریم ﷺ تم اس قرآن کو جلدی جلدی یاد کرنے کیلئے اپنی زبان کو تیزی کے ساتھ حرکت نہ دیا کرو۔ اس کا جمع کرنا (یاد کرانا) اور پڑھوانا ہماری ذمہ داری ہے، پھر جب ہم اسے (جبریل علیہ السلام کے واسطہ سے) پڑھا رہے ہوں تو تم اس کے پڑھنے کی پیروی کرو (یعنی آئندہ آپ بھی اسی طرح پڑھا کریں) پھر ہماری ذمہ داری ہے اس کا بیان کرنا۔

رب ذوالجلال نے نبی کریم ﷺ کو قرآن کو عجلت کے ساتھ پڑھنے سے منع فرمایا، وجہ اس کی یہ ہے کہ تیز پڑھنے سے حروف کی ادائیگی کماحقہ نہیں ہو پائے گی اور تبدیلی حرف بالحرف ممکن ہے جس سے معنی بدلنے اور مراد الٰہی بدلنے کا قوی امکان ہے۔ تو جب رب کریم نے اپنے حبیب ﷺ کو تیز اور عجلت سے پڑھنے سے منع فرمایا تو امتیوں پر بطریق اولیٰ اس کا اطلاق ہو گا کہ وہ قرآن کو منشاء الٰہی کے مطابق پڑھیں اور یہ تجوید ہی کے ذریعے سے ممکن ہے۔

یہ آیات اور اس کے علاوہ اور متعدد آیات ہیں جن سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو ترتیل (تجوید) کے ساتھ نازل فرمایا اور نبی کریم ﷺ کو ترتیل ہی کے ساتھ لوگوں کو تعلیم دینے کا حکم دیا ہے۔

علم تجوید کی ضرورت واہمیت احادیث کی روشنی میں:

جس طرح قرآن شریف سے یہ بات ثابت ہے کہ قرآن پاک تجوید کے ساتھ نازل ہوا ہے اور تجوید کے ساتھ پڑھنا لازم اور ضروری ہے اسی طرح احادیث نبوی ﷺ نے بھی بڑی وضاحت کے ساتھ قرآن پاک کو تجوید کے ساتھ پڑھنے کو بیان فرمایا اور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تجوید کے ساتھ پڑھایا اور پڑھنے کی تاکید کی جیسا کے فرمان رسول ﷺ ہے۔

عن زید بن ثابت رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ إن الله يحب أن يقرأ القرآن كما أنزل [6]

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ کو یہ بات پسند ہے کہ قرآن اسی طرح پڑھا جائے جس طرح یہ نازل ہوا ہے۔

جبکہ یہ بات ثابت ہے کہ قرآن کا نزول تجوید کے ساتھ ہوا ہے لہٰذا تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنا ہی اللہ کو پسند ہے۔

صحیح مسلم میں ہے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ قراءت رسول ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں:

فقرأها، يقرأ مترسلا [7]

ترجمہ: آپ ﷺ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر درستگی کے ساتھ پڑھتے تھے۔

ابوداؤد اور ترمذی میں روایت ہے۔

عن عبد الله بن عمرو بن عاص عن النبی ﷺ قال: يقال لصاحب القرآن يوم القيامة: اقرأ وارق في الدرجات، ورتل كما كنت ترتل في الدنيا، فإن منزلك عند آخر آيةٍ كنت تقرأها. [8]

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھ اور اوپر (جنت کے درجات) چڑھ اور اسی طرح ترتیل سے پڑھ جس طرح کہ تو دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھا کرتا تھا۔ بے شک تیرا مقام اُس جگہ ہے جہاں پہنچ کر تو آخری آیت پڑھے گا۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کو دنیا و آخرت دونوں جہاں میں ترتیل کے ساتھ پڑھنا مطلوب ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ یہ مذکورہ حدیث اور اس کے علاوہ متعدد روایات اس بات پر واضح ثبوت ہیں کہ آپ ﷺ نے قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھا اور پڑھنے کا حکم دیا۔ علم التجوید کا مدار ان مستند روایات پر ہے جو صحیح سند کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ سے ہم تک پہنچی ہیں چونکہ قرآن کلام اللہ ہے اور اللہ نے اپنے کلام کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا ہے اور رسول ﷺ نے اسی ترتیل کے ساتھ پڑھا اور صحابہ کو پڑھایا اور پڑھنے کا حکم دیا۔ لہٰذا قرأت و تجوید میں ان مطلوبہ آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

{علم تجوید کی وضع و تدوین کے مختلف مراحل}

ابتداء میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حکم خداوندی اور تعلیمات نبوی ﷺ کے مطابق قرآن پڑھا، یاد کیا اور بعد والوں کو منتقل کیا اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا۔ چونکہ ابتداء میں دیگر علوم کی طرح علم التجوید بھی باقاعدہ طور پر مرتب نہیں کیا گیا تھا بلکہ زبانی حد تک نقل در نقل یہ سلسلہ جاری، ساری رہا اور تعلیم و تعلم پر اکتفاء تھا یعنی ابتداء میں علم التجوید من حیث الاداء پڑھایا جاتا تھا اور من حیث القواعد پڑھانے کی اس لئے ضرورت نہ تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اہل زبان تھے، لہٰذا زبانی طور پر پڑھانا کافی تھا جیسا کہ دیگر علوم میں بھی یہی طریقہ رائج تھا اگرچہ بعض روایات و واقعات ایسے بھی ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے من حیث القواعد بھی اِس فن کو پڑھایا جیسا کہ "سیرۃ

ابن ہشام" میں ہے کہ 10 ہجری میں آپ ﷺ نے ایک نوجوان صحابی حضرت حزم بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کو ایک تحریر کے ہمراہ نجران روانہ فرمایا کہ وہاں کے لوگوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیں۔

اِس تحریر میں قرآن کے قاریوں کی ذمہ داریاں تفصیل سے درج تھیں نیز خیر و نیکی کا حکم، تعلیم قرآن اور احکام شریعت کا بیان، جنت کی بشارتیں اور آتش جہنم سے ڈرانے کے متعلق بھی اِس تحریر میں درج تھا۔ ممکن ہے اِس تحریر میں قواعد تجوید بھی تحریر کئے ہوں اس لحاظ سے آپ ﷺ من حیث القواعد واضع اول بھی ہوئے[9]۔ لیکن باقاعدہ طور پر من حیث القواعد کی ضرورت تب پیش آئی جب اطراف عالم میں اسلام پھیلتا گیا اور اطراف عالم سے لوگ جوق در جوق دامن اسلام سے دامن گیر ہوتے گئے جن میں ایک کثیر تعداد عجمی اقوام کی تھی جو عربی زبان سے نابلد تھے تو ضروری ہوا کہ قرآن مجید کو حکم خداوندی کے مطابق پڑھنے کیلئے اصول و قواعد مرتب کئے جائیں پھر اس فن پر من حیث القواعد کام شروع ہوا اور واضعین علم تجوید من حیث القواعد سامنے آئے جن میں چند مشہور نام یہ ہیں۔

امام خلیل بن احمد فراہیدی رحمہ اللہ:

من حیث القواعد وضع کنندہ میں پہلا نام امام خلیل کا ہے جن کے استاد ابو عمرو بن العلاء ہیں اور ان کے شاگردوں میں امام سیبویہ رحمہ اللہ، امام نضر بن شمیل رحمہ اللہ، امام علی بن نصر رحمہ اللہ جیسی ہستیاں شامل ہیں۔ امام خلیل نے اپنی تصنیف کتاب العین کی ابتدا میں قواعد تجوید مثلا مخارج، صفات وغیرہ کا ذکر کیا ہے اور مخارج کا سترہ (17) ہونا بھی امام خلیل کا مذہب ہے۔ اسی طرح موجودہ اعراب اور نقاط بھی امام خلیل کے وضع کردہ ہیں۔ اگرچہ اس سے قبل امام ابو الاسود الدؤلی نے خلیفہ عبد الملک بن مروان کے حکم پر یہ کام کیا تھا، لیکن امام خلیل رحمہ اللہ نے اسے ایک واضح صورت دی جو اب تک چلی آرہی ہے۔ اسی طرح ہمزہ اور تشدید کی علامتیں بھی امام خلیل رحمہ اللہ نے وضع کیں۔ امام خلیل رحمہ اللہ کی تاریخ وفات 160 یا 170 ہجری ہے۔[10]

ابو الاَسود الدؤلی:

یہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ ان کا نام ظالم بن عمرو بن سفیان ہے ان کی کنیت ابو الاسود ہے اور ان کا قبیلہ دؤلی، دئلی مشہور ہے۔ یہ وائل بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ کی نسل ہے انہوں نے علم حاصل کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر کئی صحابہ رضی اللہ عنہ سے۔ یہ علم النحو کے موجد تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم پر قواعد نحو مدون کئے اور ایک رسالہ لکھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں والی بصرہ بھی رہے اور سن 69 ہجری میں وفات پائی۔

ابو الاَسود کا اس فن پر کام کرنے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب اسلام اطراف عالم میں پھیل گیا اور عرب و عجم کا اختلاط شروع ہوا تو عرب و عجم دونوں ہی کی تلاوت میں غلطیاں ہونے لگیں۔ ان غلطیوں سے بچاؤ کے لیے علماء فکر مند ہوئے چنانچہ عبد الملک بن مروان کے دور خلافت میں والی بصرہ زیاد بن سمیہ نے ابو الاسود سے یہ درخواست کی کہ آپ تلاوت و زبان کی اصلاح کے لئے چند علامات (اعراب) وضع کر دیں۔ ابتداء میں ابو الاَسود نے اس طرح کرنے سے انکار کیا لیکن جب ابو الاَسود نے ایک شخص کو أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ (بکسر اللام) پڑھتے ہوئے سنا جس کے معنی ہیں کہ اللہ مشرکین اور اپنے رسول دونوں سے بے زار ہیں تو ابو الاَسود بے تاب ہوئے اور فوراً

زیاد کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں نے تمہاری درخواست قبول کرلی لہٰذا آپ میرے ساتھ کاتب بھیج دیں لہٰذا ابوالاَسود نے اس کاتب کی مدد سے اعراب بصورت نقاط لگائے ابوالاَسود کے اس عمل کو علماء نے پسند کیا، اس کے بعد ان کے دو شاگردوں نصر بن عاصم اور یحیٰ بن یعمر نے اپنے استاد کے نقاط میں اصطلاح کر کے زبر زیر پیش ایجاد کی اور نقاط سے لفظوں کا کام لیا اس کے بعد امام خلیل نے ضبطِ حرکات کا یہ طریقہ جاری کیا جو اس وقت تک مروج ہے۔[11]

ابوالحسن نضر بن شمیل بن خرشہ: یہ امام خلیل بن احمد کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے کتاب القرآء نامی کتاب اس فن میں تصنیف کی اسی طرح کتاب المدخل، کتاب المعانی، کتاب الشمس والقمر وغیرہ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ آپ کو حدیث، فقہ، لغت، نحو، تاریخ اور انساب پر یکساں عبور تھا۔ علم وفضل کے اعتبار سے آپ جلیل القدر اور عالی مرتبہ تھے۔ 203ھ میں آپ نے وفات پائی۔[12]

ان کے علاوہ دیگر واضعین میں امام ابو عمرو حفص بن عمر بن عبد العزیز الدوری الازدی البغدادی، امام سیبویہ، امام فراء کوفی، امام قطرب نحوی، امام ابو العباس مبرد الازدی البصری اور امام ابو بکر البصری الازدی الشافعی کے نام مشہور و معروف ہیں۔[13]

علم القرآءات کی وضع و تدوین کے مختلف مراحل

فائدہ:

علم القرآءات سے مراد قرآءات متواترہ کا علم ہے۔ وہ قرآءات جو رسول اللہ ﷺ سے منصوص ہو کر متواتر طریقہ سے ہم تک پہنچی ہیں۔

لغوی اور اصطلاحی مفہوم:

قراءات جمع ہے قراءۃ کی جو مصدر ہے قرء یقرء کا جس کے معنی ہیں جمع کرنا جیسے کہا جاتا ہے: "قرأت الشيء، أي: جمعته" یعنی میں نے شئ کو جمع کیا[14]۔ قراءۃ پڑھنے، مطالعہ کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے: "قرات الکتاب" میں نے کتاب پڑھی، میں نے مطالعہ کیا۔[15]

اصطلاحی مفہوم:

علم قرآءت کی متعدد تعریفیں کی گئی ہیں۔ یہاں صرف دو پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

پہلی تعریف:

شیخ عبد الفتاح القاضی "البدور الزھراء" میں علم قراءت کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

هو علم يعرف به كيفية النطق بالكلمات القرآنية وطريق أدائها واختلاف مع عزو كل وجه لناقل۔[16]

ترجمہ: علم قراءات ایسا علم ہے جس کے ذریعہ قرآنی کلمات کے تلفظ کی کیفیت اور ان کی ادائیگی کے اتفاقی اور اختلافی طریقہ ناقلین کی وجوہ کی نسبت سے معلوم ہوتا ہے۔

دوسری تعریف:

امانیہ شرح شاطبیہ، جلد اول، صفحہ 9 پر امام وقت فضیلۃ الشیخ علامہ قاری اظہار احمد تھانوی علم قرآءت کی تعریف بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

هو علم يعرفُ بِهِ اختلاف الوحي القرآني [17] یعنی علم قرآءت ایسا علم ہے جس سے وحی قرآنی کے کلمات کا اختلاف جانا جاتا ہے۔

اس علم کا مقصد اصلی، کلماتِ قرآنیہ کی اداء (جو منصوص ہیں بروایت متواترہ) کو تحریف کی تمام اقسام سے محفوظ رکھنا ہے۔ اور یہ علم بھی علم التجوید کی طرح دیگر علوم شرعیہ سے افضل اور اقدم ہے کیونکہ یہ بھی براہ راست کلام اللہ سے متعلق ہے۔ اور اس علم کے حصول اور تفہیم میں کوشش کا محور یہ ہے کہ رب کریم نے مختلف قبائل کی آسانی کے لئے قرآن کریم کو متعدد لغات پر نازل فرمایا جن میں سات لغات زیادہ معروف ومشہور ہیں فرمان رسول اکرم ﷺ ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقرآن اُنْزِلَ عَلٰی سَبعةِ اَحْرُفٍ فَا قْرءوا مَا تَيسَّرَ مِنْهُ [18]

ترجمہ: بے شک قرآن پاک سات لغات پر اُتارا گیا ہے ان میں سے جو تمھارے لیئے آسان ہو اُسی میں پڑھ لو۔

ایک دوسری روایت میں ارشاد نبوی ہے:

قال رسول ﷺ: أقرءني جبريل عَلٰى حرف فراجعته فلم أزل أستزيدهُ ويزيدني حتىٰ انتهى الىٰ سَبعةِ أحرفٍ [19]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبریلؑ نے قرآن کریم ایک حرف پر پڑھایا تو میں نے ان سے مراجعت کی اور میں زیادتی طلب کرتا رہا اور جبریل امین علیہ السلام اضافہ کرتے رہے یہاں تک کہ وہ سات حروف تک پہنچ گئے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت ہے جس کا مفہوم ہے کہ نبی کریم ﷺ بنو غفار کے تالاب کے پاس تھے آپ ﷺ کے پاس جبریلؑ تشریف لائے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ کی امت قرآن کو ایک حرف پر پڑھے اس پر آپ نے فرمایا کہ میں اللہ سے عافیت ومغفرت مانگتا ہوں۔ میری امت میں اس کی طاقت نہیں ہے۔ پھر جبریلؑ دوبارہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ آپ ﷺ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ کی امت قرآن کو دو حرف پر پڑھے آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ سے عافیت اور مغفرت مانگتا ہوں میری امت میں اس کی طاقت نہیں ہے پھر وہ تیسری مرتبہ آپ ﷺ کے پاس آئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ کی امت قرآن کو تین حرف پر پڑھے آپ نے پھر فرمایا کہ میں اللہ سے معافی اور مغفرت مانگتا ہوں میری امت میں اس کی طاقت نہیں، پھر وہ چوتھی بار آئے اور کہا کہ اللہ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ کی امت قرآن کو سات حرفوں پر پڑھے، پس امت کے لوگ جس حرف پر پڑھیں گے، ان کی قراءت درست ہو گی۔ [20]

الغرض ان جیسی متعدد احادیث جو حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں، تعدد قراءات پر حکم قطعی ہے چونکہ اہل عرب مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے اور اُن قبائل کی عربی بھی ایک دوسرے سے کچھ مختلف تھی جیسا کہ عموماً ہر زبان میں اس طرح ہوتا ہے تو ان قبائل کے آسانی کیلئے ربِ کریم نے قرآن کو سات لغات پر نازل فرمایا تا کہ ہر قبیلہ آسانی کے ساتھ اپنی لغت کے مطابق پڑھ سکے۔ مشہور قول کے مطابق وہ سات قبائل جن کی لغات پر قرآن نازل ہوا، اُن کے نام یہ ہیں:

(1) قبیلہ قریش (2) قبیلہ ھذیل (3) تیم الرباب (4) قبیلہ ازد (5) قبیلہ ربیعہ (6) قبیلہ ہوازن (7) قبیلہ سعد بن بکر۔ اگرچہ بعض حضرات نے ان ناموں میں کچھ تبدیلی بھی کی ہے۔ [21]

جمہور علماء کے نزدیک "سبعۃ احرف" کی عمدہ تشریح یہی ہے کہ الفاظ قرآن کو مختلف طریقوں سے پڑھا جا سکتا ہے اور یہ مختلف طریقے اپنی نوعیت کے لحاظ سے سات ہیں۔ قرآن کو سات حروف پر نازل کرنے کی وجہ تلاوت میں آسانی پیدا کرنی تھی، جیسا کہ صحابی رسول حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

لقي رسول الله ﷺ جبريل عند أحجار المرا فقال رسول الله ﷺ لجبريل إني بعثت إلى أمة أميّين فيهم الشيخ الفاني والعجوز الكبيرة والغلام، قال: فمرهم فليقرءوا القرآن على سَبعةِ أحرف. [22]

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ملاقات مرا پتھروں کے قریب حضرت جبریلؑ سے ہوئی، آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ میں ایک ان پڑھ امت کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں جس میں بوڑھے بھی ہیں، بوڑھیاں بھی ہیں اور بچے بھی ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا ان کو حکم دیجئے کہ وہ قرآن کو سات حروف پر پڑھیں۔

یہ روایت واضح دلیل ہے اس بات پر کہ تمام متواتر قراءتیں منزل من اللہ ہیں، کیونکہ کہ قراءت میں رائے اور قیاس کو دخل نہیں ہے، لہٰذا قراء کا اختلاف روایتی ہے جب کہ فقہاء کا اختلاف اجتہادی ہوتا ہے۔ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ اور عامر شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قراءت سنت متبعہ ہے کہ پچھلا اگلے سے اخذ کرتا چلا آتا ہے۔ "کتاب السبعہ فی القراءات" میں ہے:

ثم عن محمد بن المنكدر وعروة بن زبير وعمر بن عبد العزيز وعامر الشعبي أنهم قالوا القراءة سنة يأخذها الآخر عن الأول فاقرءوا كما علمتموه۔ قال زيد بن ثابت القراءة سنة يأخذها الآخر عن الأول فاقرءوا كما علمتموه [23]

یعنی قراءت سنۃ متبعہ ہے جس کو ہر دوسرا اپنے پہلے سے اخذ کرتا ہے۔ علامہ شاطبی قصیدہ شاطبیہ لامیہ میں فرماتے ہیں:

وما بقياس في القراءة مدخل فدونك ما فيه الرضاء متكفلا [24]

ترجمہ: قراءت میں قیاس کا کوئی دخل نہیں۔ ناقلین سے جو پہنچا ہے اسی کو اختیار کرنا چاہیے اس پر قائم رہنا چاہیے، اسی میں رضاء الٰہی ہے۔

علم قراءات کے واضعین فن

علم قراءات بھی دور اول میں دیگر علوم کی طرح باقاعدہ مدون نہیں کیا گیا بلکہ تعلیم و تعلم یعنی زبانی حد تک سیکھنے سکھانے کا سلسلہ چلتا رہا ہے جیسا کہ ماقبل میں "کتاب السبعہ فی القراءات" کے حوالہ سے عمر بن عبد العزیز اور عامر شعبی وغیرہ کے حوالہ سے مختصراً تحریر کیا گیا ہے۔ جبکہ باقاعدہ طور پر اس فن کے واضعین جمہور کے نزدیک ائمہ قراءات ہیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

قاری اوّل: امام دار الہجرت ابورویم نافع بن عبد الرحمن ابن ابی نعیم مدنی(70/689)(169/785)

کبار تابعین میں سے ہیں انہوں نے 70 قراء تابعین سے اخذ قراءت کی ہے۔ ان کی چار کنیتیں مشہور ہیں ابورویم، ابو عبد اللہ، ابو

عبدالرحمن، ابوالحسن یہ اَصلا اصفہانی تھے۔ مگر مدینہ میں رہتے تھے اور مدینہ منورہ میں فن قراءت اوررسم الخط میں امام الکل تھے۔ ستر سال تک تشنگان علوم قرآن کو تعلیم قرآن سے سیر اب کرتے رہے۔ امام مالک بھی علم قرآءت میں آپ کے شاگرد تھے۔[25]

امام نافع جب قراءت قرآن سے رطب اللسان ہوتے تو منہ سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ امام نافع کی قراءت تین واسطوں سے آپﷺ تک پہنچتی ہے جس کی سند یہ ہے امام نافع نے قرآءت قرآن کی تعلیم حاصل کی امام ابو جعفر یزید بن قعقاع مدنی، شیخ شیبہ بن نصاح، عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج، یزید ابن رومان اور مسلم ابن جندب الذلی سے ان حضرات نے تعلیم حاصل کی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ، حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ ابن عیاش ابن ربیع سے اور ان تمام حضرات نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے پڑھاہے سرور کونین حضرت محمد مصطفیﷺ سے[26]۔ امام نافع مدنی 70 ھجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ میں ہی 179 ھجری بزمانہ خلافت ہادی باللہ وفات پائی اور مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان بقیع الغرقد (جنت البقیع) میں تدفین ہوئی۔ امام نافع کثیر التلامذہ والرواۃ ہیں سب کے سب سے اعلیٰ درجہ کے معتبر ہیں البتہ ان کی قراءت کے دوراوی مشہور ہیں۔

راوی اوّل: عثمان بن سعید المعروف ورش(197–110 ہجری)

ورش کے لقب سے مشہور ہے جس کے معنی ہے ابیض اللون جلد کی سفیدی کی وجہ سے ورش کے لقب سے ملقب ہوئے اور پھر اسی سے شہرت پائی۔ امام نافع سے استفادہ کیلئے مدینہ کی طرف عازم سفر ہوئے اور قراءت قرآن میں بلند مقام ومرتبہ حاصل کیا اور مصر کی طرف مراجعت کے بعد وہاں امام القراء منتخب ہوئے۔

راوی دوم: قالون ابو موسی عیسی ابن مینا مدنی(220–120 ہجری)

قالون کے لقب سے مشہور ہیں جو رومی زبان کالفظ ہے جس کے معنی ہیں عمدہ، جید یہ لقب آپ کو عمدہ قراءت قرآن کی وجہ سے دیا گیا تھا۔ آپ امام نافع کے ربیب تھے۔ امام نافع کے بعد اہل مدینہ کا آپ ہی پر اجماع ہوا اور مدینہ کے امام القراء منتخب ہوئے۔ مدینہ منورہ ہی میں وفات پائی اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔[27]

قاری دوم: ابو معبد عبداللہ بن کثیر مکی(737/120-665/45)(ابن کثیر کے نام سے مشہور ہیں)

مکہ کے رہنے والے تھے قراء سبعہ میں سے ہیں[28]۔ امام ابو معبد عبداللہ بن کثیر مکی جلیل القدر تابعی ہیں۔ امام شافعی آپ کے شاگرد ہیں۔ امام ابن کثیر کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے شرف ملاقات حاصل ہے جن میں چند نام یہ ہیں۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ۔ دو واسطوں سے آپ کی سند قراءت حضورﷺ تک پہنچتی ہے۔ امام ابن کثیر نے قرآن کی تعلیم حاصل کی عبداللہ ابن سائب مخزومی سے اور عبداللہ ابن سائب نے قرآن پڑھاہے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ ، ابن عباس رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے، ان تمام حضرات نے حضور نبی کریمﷺ سے قرآن کی تعلیم حاصل کی ہے۔ دور معاویہ رضی اللہ عنہ 45 ھجری کو مکہ مکرمہ میں ولادت ہوئی اور بزمانہ ہشام بن عبدالملک اموی 120 ھجری بعمر75 سال مکہ مکرمہ میں خالق حقیقی سے جاملے۔ ان کی قراءت کے دو مشہور راوی یہ ہیں۔[29]

راوی اوّل: ابوالحسن احمد بن محمد مکی المعروف بزّی۔(170 ہجری۔240 ہجری)

آپ چالیس سال حرم مکہ کے مؤذن وامام رہے اور اپنے زمانہ کے مسلّم شیخ القراء تھے۔[30]

راوی دوم: ابوعمرو محمد بن عبدالرحمن مکی مخزومی المعروف قنبل(195 ہجری۔280 ہجری)

بزی اور ابن کثیر کے درمیان دوواسطے ہیں جبکہ قنبل اور ابن کثیر کے درمیان چار واسطے ہیں۔[31]

قاری سوم: ابوعمروزبان بن العلابن عمار البصری المازنی(68 / 687 - 154 / 771)

راجح قول کے مطابق آپ کا نام "زبان" ہے منصور عباسی کے دور خلافت میں کوفہ میں وفات پائی۔ آپ اپنی کنیت ابو عمرو سے مشہور ہیں آپ بڑے عابد اور زاہد تھے اور مختلف علوم وفنون کے ماہر مثلاً قراءت، نحو، صرف، اشعار اور لغت میں بے مثل تھے۔ آپ کی قراءت بڑی دلنشین تھی اور مدینہ والے اس شخص کو قاری نہیں سمجھتے تھے جس نے آپ سے قراءت کی تعلیم حاصل نہ کی ہو۔

ابو عمرو نے تابعین کی ایک بڑی جماعت سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی اور تین واسطوں سے آپ کی سند رسول ﷺ تک پہنچتی ہے۔ آپ کے شیوخ میں حضرت امام ابو جعفر یزید بن قعقاع مدنی، ابن کثیر مکی، سعید ابن جبیر، حسن بصری وغیرہ ہیں اور حسن بصری وغیرہ کے شیخ ابو العالیہ ہیں اور ابو العالیہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے قرآن پڑھا اور ان حضرات صحابہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے قرآن کی تعلیم حاصل کی۔

بزمانہ عبد الملک 67 ھجری مکہ میں پیدا ہوئے اور منصور کے دور خلافت 154 ھجری کوفہ میں دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کر گئے[32]۔ آپ سے استفادہ کرنے والوں کی بڑی تعداد ہے۔ آپ کی قرآءت کے دو مشہور راوی یہ ہیں۔

راوی اوّل: ابوعمرو حفص بن عمر بن عبدالعزیز بن صہبان دوری(150 ہجری۔246 ہجری)

آپ نابینا تھے امام دوری اور امام ابو عمرو بصری کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے آپ نے قراءات جمع کیں اور اس فن میں کتاب تصنیف کی۔

راوی دوم: ابوشعیب صالح بن زیاد بن عبداللہ بن اسماعیل السوسی(171 ہجری۔261 ہجری)

آپ اور امام ابو عمرو حفص کے درمیان بھی صرف ایک واسطہ ہے۔[33]

قاری چہارم: امام عبداللہ بن عامر بن یزید بن تمیم(736/118-330/8)(ابن عامر شامی سے مشہور ہیں)

آپ جلیل القدر تابعی ہیں دمشق میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیدا ہوئے۔ آپ کبار تابعین میں سے ہیں۔ حضرت عویمر بن عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت واثلہ ابن لاسقع لیثی سے لقاء ثابت ہے اور ان سے قراءت بھی سیکھی حضرت عمر ابن عبدالعزیز اپنے دور خلافت میں آپ کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے دمشق میں آپ منصب امامت وقضاء پر فائز تھے آپ کی سند قراءت صرف ایک واسطہ سے آپ ﷺ تک پہنچتی ہے۔ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بھی آپ رحمہ اللہ شاگرد رہ چکے ہیں۔[34]

آپ 8 ھجری میں ملک شام، موضع جابیہ میں پیدا ہوئے اور 118 ھجری میں دمشق میں وفات پائی[35]۔ آپ کی قراءت کے دو راوی ہیں۔

راوی اوّل: ہشام بن عمار بن نصیر السلمی (153 ہجری۔245 ہجری)

آپ دمشق کے شیخ القراء اور جامع مسجد دمشق کے خطیب و مفتی تھے ،اصحاب صحاح ستہ اور دیگر کبار محدثین آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

راوی دوم: عبد اللہ بن احمد بن بشر بن زکوان القرشی الدمشقی (173 ہجری۔242 ہجری)

آپ جامع مسجد دمشق کے امام تھے اور عالم باعمل اور ثقہ تھے۔ کئی محدثین نے آپ سے روایت حدیث کی ہے۔[36]

قاری پنجم: امام ابو بکر عاصم بن ابی النجود کوفی (وفات 744 / 127)[37]

آپ کی تاریخ ولادت کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکا۔ جلیل القدر تابعی ہیں۔ آپ کا تعلق قبیلہ اسد سے ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ قراءت میں ان کے شاگرد ہیں۔

آپ بڑے فصیح، بلیغ، متقی اور خوش آواز تھے۔ آپ کو اللہ نے بڑی صفات سے نوازا تھا قرآن نہایت عمدگی کے ساتھ پڑھتے تھے ،عابد تھے زاھد تھے۔ تقریباً پچاس سال تک کوفہ میں مسند قراءت پر متمکن رہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے صحبت یافتہ تھے۔ آپ متعدد علوم کے امام تھے مثلاً قرآن، حدیث فقہ وغیرہ آپ کے اساتذہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ،ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ،عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی ہیں ان تمام صحابہ سے آپ نے قرآن پڑھا اور ان تمام حضرات نے حضور نبی کریم ﷺ سے قرآن پڑھا تو صرف ایک واسطہ سے آپ کی سند قرآءت حضور ﷺ تک پہنچتی ہے۔ کوفہ میں 128 ھجری میں وفات پائی جبکہ سن ولادت کا صحیح علم نہ ہو سکا۔ امام عالی کے بے شمار رواۃ ہیں جن میں بڑے بڑے ائمہ کرام و محدثین بھی ہیں جیسے امام مفضل رحمہ اللہ، امام حماد رحمہ اللہ اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ۔ آپ کی قراءت کے حوالے سے جو دو راوی مشہور و معروف ہیں ان کے نام یہ ہیں:[38]

راوی اوّل: ابو عمرو حفص بن سلیمان بن مغیرہ اسدی کوفی (90 ہجری۔180 ہجری) [39]

امام حفص امام عاصم کے متبنی (منہ بولے بیٹے) تھے اور انھوں نے امام عاصم سے متعدد بار قرآن پڑھا اور آپ کی روایت کو اللہ نے اس قدر قبولیت عام دی کہ صدیوں سے مکاتب و مدارس میں آپ ہی کی روایت پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے اور حفاظ تقریباً۔ آپ ہی کی روایت میں قرآن یاد کرتے ہیں اور ایسے پڑھنے والے نہیں ملیں گے جنھیں دوسری روایات یاد ہوں اور آپ کی روایت یاد نہ ہو، اس وقت دنیا میں آپ ہی کی روایت رائج و عام ہے۔[40]

راوی دوم: ابو بکر شعبہ ابن عیاش بن سالم اسدی (94 ہجری۔193 ہجری)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ آپ کو صاحب قرآن اور صاحب سنت کہتے تھے۔ قال أحمد: عاصم صاحب سنة وقراءة. آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نے کبھی خلاف شرع کام نہیں کیا اور تیس سال سے روزانہ ایک قرآن ختم کرتے تھے۔[41]

قاری ششم: امام ابو عمارہ حمزہ بن حبیب بن اسماعیل الزیات کوفی(80 / 699 - 156 / 722)

(حمزہ کے نام سے مشہور ہیں) آپ کا تعلق قبیلہ تمیم سے ہے[42]۔ آپ علم حدیث علم قراءت کی مشہور شخصیات میں سے ہیں اور خلقِ کثیر نے آپ سے استفادہ کیا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے امام حمزہ رحمہ اللہ سے فرمایا کہ بیشک دو امر میں آپ ہم پر فائق اور غالب ہیں ان میں ہم آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتے ہیں۔ ایک علم قراءت اور دوسرا علم فرائض۔[43]

امام حمزہ کی قراءت چار واسطوں سے آپ ﷺ تک پہنچتی ہے۔ آپ کے شیوخ میں امام جعفر صادق رحمہ اللہ، امام عاصم، منصور بن المعتمر وغیرہ ہیں۔ اس طرح سے آپ کا ایک سلسلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اور دوسرا سلسلہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔

آپ کی ولادت 80 ھجری میں ہوئی 156 ھجری بمقام حلوان وفات پائی۔ امام حمزہ کی قراءت کے دو راوی مشہور ہیں۔[44]

راوی اوّل: ابو عیسیٰ خلاد بن خلاد الکوفی الصیرفی

آپ کی تاریخ ولادت معلوم نہیں جبکہ وفات 220 ھجری بمقام کوفہ میں ہوئی۔ آپ ایک محقق، ثقہ اور مجود تھے، جامع ترمذی میں آپ سے ایک روایت منقول ہے۔

راوی دوم: ابو محمد خلف بن ہشام البزار (150 ہجری۔220 ہجری)

آپ محدث تھے، امام مسلم نے آپ سے تخریج کی ہے۔ دس سال کی عمر میں حافظِ قرآن ہوئے اور حدیث کی ساعت تیرہ سال کی عمر میں شروع کی۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ ہمیشہ روزے رکھتے تھے اور بہت عبادت گزار تھے۔[45]

قاری ہفتم: امام ابوالحسن علی بن حمزہ کسائی (804/189-734/116) (کسائی کے لقب سے مشہور ہیں)

آپ خلیفہ ہارون رشید کے مصاحب اور استاد تھے۔ علم قراءت علم نحو، علم ادب، علم خط ان چاروں علوم کے امام تھے۔ انہوں نے خط حیری سے خط کوفی ایجاد کیا۔ آپ کی قراءت چار واسطوں سے حضور ﷺ تک پہنچتی ہے۔ امام کسائی نے امام حمزہ عیسیٰ بن عمرو اور طلحہ بن مصرف سے پڑھا عیسیٰ اور طلحہ نے ابراہیم نخعی سے اور ابراھیم نخعی نے علقمہ بن قیس سے اور انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے قرآن کریم پڑھا۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں اور امام محمد شیبانی رحمہ اللہ کے خالہ زاد بھائی ہیں اور ان دونوں کا سنِ وفات بھی ایک ہے۔ امام کسائی نے 70 سال کی عمر میں مقام "رے" میں وفات پائی۔[46]

آپ کی قراءت کے دو راوی ہیں ایک ابو عمرو حفص دوری۔ دوسرے ابوالحارث لیث بن خالد البغدادی۔

راوی اوّل: ابو عمرو حفص المعروف بالدوری (150 ہجری۔244 ہجری)

دوری امام کسائی کے بھی راوی ہیں اور امام ابو عمرو بصری کے بھی راوی ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

راوی دوم: ابو الحارث لیث بن خالد البغدادی المروزی (240 ھجری)

آپ امام کسائی کے بزرگ ترین تلامذہ میں سے ہیں۔ ثقہ! ضابط، صالح اور محقق تھے۔[47]

ان سات اماموں کو ائمہ سبعہ کہا جاتا ہے جن کی قراءت متواتر اور مستند ہیں اور اطراف عالم میں رائج ہیں تمام مفسرین محدثین اور جملہ فقہانے ان کی اختیار کردہ قراءتوں کو بلاعذر قبول کیا ہے اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔

قراء سبعہ اور ان کے چودہ رواۃ کا نقشہ:

1: امام نافع مدنی رحمہ اللہ (ورش، قالون)

2: امام ابن کثیر مکی رحمہ اللہ (بَزّی، قُنبل)

3: امام ابو عمرو بصری رحمہ اللہ (دوری، سوسی)

4: امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ (ہشام، ابن ذکوان)

5: امام عاصم کوفی رحمہ اللہ (حفص کوفی، شعبہ)

6: امام حمزہ کوفی رحمہ اللہ (خلاد، خلف)

7: امام کسائی کوفی رحمہ اللہ (حفص دوری، ابو الحارث)

حوالہ جات

1.Al Jazari, Muhammad bin Muhammad bin Ali bin yousuf bin al Jazari, Muqaddama Al Jazari, Maktaba Al-sheikh, Bahadurabad, Karachi, 2008, P:01
2. Al Jazari, P:01
3.Alquran, Surat Muzzammil, Ayat:04
4.. Alquran Surat Bani Israel, Ayat:106
5.. Alquran Surat Al-Qayamah, Ayat:16 to 19
6.Muhammd Shareef, Qari, Mu'allim uttajweed, Maktaba tul Quraa, Lahore, P:51
7.Muslim ibn ul hajjaj, al-Qashriri, Sahih Muslim, kitab salatul musafreen, Baab Istehbab Tatveel ul Quraa fi Salatul lail, Maktaba darul salam, Riyadh, P:315, Hadees No:772
8.Al-Tirmizi, Abu Isaa, Muhammad bin Isaa surat, Maktaba meezan, Lahore, 2/119.
9.Ibn e hisham, abdul Maalik bin ayub humairi, al-seerat al nabavia, darul ma'rifa, Beirut, Lebanon, P:241,243
10.Usmani, Muhammad Taqi, mufti, Uloom ul Quraan, maktaba darul uloom Karachi, P:195
11.Al Azhari, abdul samad Sarim, Tareekhul Quraan, idara Ilmiya, dhani ram road, Lahore, P:215,216
12. Al Azhari, P:222
13.Al-thanvi, Izhar Ahmed, Almurshid fi masail altajweed walwaqf, qiraat academy, Lahore, P:43
14.Ibn e Manzoor, Muhammad bin Mukarram bin Manzoor, Lisanul arab, matabatul waqf, Beirut, lebonon, P:128,129
15.Luis Ma'luf, Almunjid, Arabic urdu, Urdu translator: Maulana saad hasan khan yousfi, darul ishaat, Karachi, P:788

16.Al Qazi, Abdul Fattah, Abdul Ghani, albadoor Al zahrah fil qiraat al'ushar almutawatriah, Maktaba anas bin malik, mecca, P:05
17.Al thanvi, Qari Izhar Ahmed, Alamania, sharah shatbiya, Qiraat Academy, Lahore, P;1to 9
18.Al Bukhari, Muhammad Bin Ismail, Sahih Bukhari, chapter Maa Anzalal Quraat alaa sab'a ahraf, 2/747
19.Usmani, Muhammad taqi, Mufti, Uloom ul Quraan, P:99
20.Muslim bin Al hajjaj, alqashiri, sahih Muslim, chapter Bayan innal Quraan anzala alaa sab'a ahraf, 1/273
21.Usmani, Muhammad Taqi, Mufti, uloom ul Quraan, P:101
22.Al Tirmizi, Abu Isaa, Muhammad bin Isaa bin Surat, Jami uttirmizi, chapter Maa jaa al Quraan anzala alaa sab'a ahraf, 2/122
23.Al tamimi, abu Bakar, Ahmed bin Musa bin Mujahid albaghdadi, kitaab al sab'a fil qiraat, darul muarif, Egypt, P:51,51
24.Azmi, Abul hasan, Ilm e qiraat aur quraa sab'a, Idara Islamiat, anar kali, Lahore, P:31
25.Rahmi, Tahir Rahimi, Madni, maulana, difa e qiraat, idara kutb tahiria, Mughal abad, Multan, P:379
26.Al Tamimi, Abu Bakar, Ahmed bin Musa bin Abbad bin Mujahid ul Baghdadi, Kitab sab'a fil qiraat, P:53 to 60
27. Al Tamimi, P:63
28.Al Tamimi, P:65
29.Azmi, Abul hasan, Ilm qiraat aur quraa saba, P:79
30.Al Jazari, Muhammad bin Muhammad bin Ali bin Aljazari, Ghaya al nihayah fi tabqatil Quraa, darul kutb al ilmiya, Beirut, lebonon, 1/109
31.Al Tamimi, Abu Bakar, Ahmed bin Musa bin Abbas bin mujahid albaghdadi, kitaab sab'a fil qiraat, P:66
32.Muhammad Bin Aljazari, Tabqatul Quraa, P:289
33.Ibn al juzi, Ghayah Alnihaya fi asmaa urrijaal, darul walwala, Qairo, 2017, P:790
34.Rahimi, Tahir Rahimi Madni, Maulana, Difaa e Qiraat, P:621
35. Rahimi, P:634
36.Azmi, Abul hasan, Ilm e qiraat aur quraa sab'a, P:91
37.Al Tamimi, Abu Bakar, Ahmed bin Musa bin Abbas bin Mujahid albaghdadi, kitaab sab'a fil qiraat, P:70
38.Rahimi, Tahir rahimi Madni, Maulana, difaa e qiraat, P:728
39.Ibn aljauzi, Ghayah Al nihayah fi tabqaatil qraa, P:788
40.Azmi, Abul hasan, Ilm e qiraat aur quraa sab'a, P:102 to 104
41.Rahimi, Tahir rahimi Madni, Maulana, difaa e qiraat, P:719
42.Ibn aljauzi, Ghayah Al nihayah fi tabqaatil qraa, P:809
43.Rahimi, Tahir rahimi Madni, Maulana, difaa e qiraat, P:786
44. Rahimi, P:802
45.Azmi, Abul hasan, Ilm e qiraat aur quraa sab'a, P:102 to 104
46.Al Tamimi, Abu Bakar, Ahmed bin Musa bin Abbas bin Mujahid albaghdadi, kitaab sab'a fil qiraat, P:79
47. Al Tamimi, P:78